

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی

درس ترمذی شریف

ضبط و ترتیب: مولانا مفتی محمد اللہ حقانی

نظامِ اکل و شرب میں شریعت کی رہنمائی

امام ترمذی کی جامع السنن کی کتاب الاطعمہ کی روشنی میں

باب الوضوء قبل الطعام وبعده

کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ منہ دھونا

حدثنا يحيى بن موسى ثنا عبد الله بن نمير، ثنا قيس بن الربيع وثنا قتيبة ثنا عبد الكريم الجرجاني عن قيس بن الربيع المعنى واحد عن ابي هاشم عن زاذان عن سلمان قال: قرأت في التوراة ان بركة الطعام الوضوء بعده فذكرت ذلك للبنى عليه السلام واخبرته بما قرأت في التوراة فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم بركة الطعام الوضوء قبله والوضوء بعده وفي الباب عن انس وابي هريرة لا نعرف هذا الحديث الا من حديث قيس بن الربيع وقيس يضعف في الحديث وابو هاشم الرماني اسمه يحيى بن دينار۔ ترجمہ۔ راوی کہتا ہے کہ مجھے یحییٰ بن موسیٰ وہ عبد اللہ بن نمیر وہ قیس بن ربیع وہ قتیبہ سے روایت کرتے ہیں وہ عبد الکرم الجرجانی اور وہ قیس بن ار بیح سے بمعنی واحد ابو ہاشم سے وہ زاذان اور وہ سلمان سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ وہ طعام (کھانا) باہر کت ہوتا ہے جسکے بعد وضو کیا جائے۔ تو میں نے یہ بات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی تو آپ نے فرمایا کہ جس کھانے سے قبل اور بعد دونوں میں وضو ہو وہ کھانا باہر کت ہوتا ہے۔

وضوء یہاں حدیث مبارک میں واجب ہے اور نہ صرف ہاتھ منہ دھونا

مراد ہے۔ اس پر وضو کا اطلاق یا تو اطلاق الكل على الجزء کے قبیل سے مجازاً ہوا ہے اور یا معنی لغوی اور عرفی کی وجہ سے ہوا ہے۔ اگرچہ بعض شافعیہ نے عجیب بات کہی ہے کہ یہاں وضو سے مناد وضو شرعی ہے حالانکہ یہ بات اصحاب مذاہب کے تصریحات کے خلاف ہے۔ اس لئے کہ کھانے کے لئے وضو کرنا سنت نہیں۔ اگرچہ بعض شارحین حنفیہ کھانے سے پہلے وضو شرعی کو فذکرت ذلك و اخبرته الخ مستحب مانتے ہیں۔ ان دو جملوں کے درمیان یا تو عطف تفسیر ہے گویا کہ اخبرته فذکرت ذلك کی تفسیر کر رہی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دی اور یا فذکرت بمعنی سألت اور واو حال یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا کھانے کی برکت کھانا کھانے کے بعد ہاتھ منہ دھونے میں ہے۔ تو حضور نے اس کی تائید کرتے ہوئے اضافہ فرمایا کہ کھانے سے قبل بھی وضو باعث برکت ہے۔ اور اس حال میں کہ میں نے آپ کو تورات میں پڑھے ہوئے کا ذکر بھی کیا کہ تورات میں لکھا ہے کہ کھانے کی برکت فراغت کے بعد ہاتھ منہ دھونے میں ہے۔ کھانے کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ کھانے سے قبل وضو کیا جائے۔ یہاں وضو سے مراد لغوی وضو ہے کہ صرف ہاتھ منہ دھویا جائے اور کھانے کے بعد بھی ہاتھوں کو دھویا جائے۔ ایک ادب یہ بھی ہے کہ کھانے سے قبل دھوئے ہوئے ہاتھوں کو کسی کپڑے کے ساتھ پونچھنا نہ جائے۔ اور کھانے کے بعد دھوئے ہوئے ہاتھوں کو لسی کپڑے یا تولیے سے پونچھا جائے تاکہ ہاتھ صاف ہو جائیں اور ان سے چکناہٹ ختم ہو جائے۔

گویا کہ ہاتھوں پر میل پکیل جراثیم وغیرہ لگتے ہیں اس لئے رسول کریم ﷺ نے ہمیں یہ آداب سکھائے کہ تم کھانا کھانے سے پہلے ہاتھوں کو دھولیا کرو۔ اور پھر کسی کپڑے یا تولیہ سے اسے خشک نہ کرو۔

عن ذاذان عن سلمان - زاذان حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت کرتے ہیں۔
حضرت سلمان فارسیؓ تمام آسمانی کتابوں کے (تورات، انجیل، زبور اور بدھ مت وغیرہ) کے عالم ہیں اس لیے کہ آپ حق کی تلاش میں کئی سالوں تک دنیا کا چکر لگاتے رہے کبھی ایک مذہب کو اپنایا، کبھی دوسرے مذہب کو اپنایا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں حاصل نہیں ہوتا تھا۔

مذہب کو اپنایا مگر اطمینان و قرار نصیب نہ ہوا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے انکو ”اسلام“ پر اطمینان و قرار عطا فرمایا آپ کے ان اسفار کی بہت بڑی داستان ہے۔ چونکہ حضرت سلمانؓ فارسی سب کچھ دیکھ چکے تھے اسلئے آپؐ نے فرمایا کہ قرأت فی التوراة : میں نے تورات میں پڑھا تھا۔ ان بركة الطعام الوضوء بعدہ کہ کھانے کی برکت میں ہے کہ ہاتھوں اور منہ کو کھانا کھانے کے بعد دھویا جائے فذکرت ذلك للنبي ﷺ و اخبرته بما قرأت فی التوراة۔ تو میں نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ تورات میں ایسی بات لکھی ہوئی تھی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بات صحیح ہے۔ لیکن اب ان آسمانی کتابوں میں کمی پیشی ہو چکی ہے کہ حضرت سلمان فارسیؓ تورات میں صرف یہ پڑھ چکے تھے مگر اسمیں تحریف ہو چکا ہو گا۔ یا آپؐ تکمیل اسلام فرما رہے تھے۔ ومہمیناً علیہ چونکہ قرآن وحدیث اللہ ورسول کا ان تمام ادیان اور کتابوں کے بارہ میں فیصلہ ہے کہ انکے کون سے احکام صحیح ہیں اور کون سے غلط اور کون سے ناسخ اور کون سے منسوخ اور کون سے حکم میں کمی پیشی ہوئی ہے۔ تو اس طرح اسلام کا کامل دین ہونا ثابت ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں الیوم اکملت لکم دینکم کہ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ اسلئے آپؐ نے فرمایا کہ صحیح بات یہ ہے کہ بركة الطعام الوضوء قبلہ والوضوء بعدہ۔ طعام کی برکت صرف فراغت کے بعد ہاتھ دھونے میں نہیں بلکہ کھانے سے پہلے بھی ہاتھوں کو دھونا چاہیے۔ تو گویا کہ آپؐ نے سابقہ آسمانی کتابوں کی تصدیق فرمائی۔ اور کہ جب ہاتھوں کو کھانا کھانے سے پہلے دھویا جائے گا تو ہاتھ گندگی، میل کچیل اور جراثیم وغیرہ سے پاک ہو جائینگے۔ اور ایک حکمت یہ بھی ہے کہ کھانا عبادت کیلئے کھایا جاتا ہے۔ تو مناسب یہ ہے کہ یہاں بھی کھانے سے پہلے وضو کیا جائے جیسا کہ نماز سے پہلے وضو کیا جاتا ہے۔ اور فراغت کے بعد دھونے میں بھی بہت سے فوائد ہیں۔ حدیث شریفہ میں آیا ہے کہ من بات وفی یدہ ریح غمرٍ ولم یغسلہ فاصابہ شئی فلا یلمونہ الانفسہ (ترمذی) ترجمہ : جو آدمی سویا اور اسکے ہاتھوں پر ہلدی چکناٹ اور چربی کی بو رہ گئی تھی اور اسے سوگھ کر نیند میں سانپ یا چھو کیڑے مکوڑوں نے اسے کاٹ لیا تو وہ اپنے آپکو ملامت کرے کسی اور کو نہیں۔ بلکہ اس کی عیادت کرے۔

(کیڑے کوڑے سانپ وغیرہ) آتے ہیں۔ تو فرمایا کہ اس لحاظ سے بھی اس چکناہٹ کو دور کرنا ضروری ہے اس طرح کئی خطرات سے بھی بچ جاؤ گے۔

باب فی ترک الوضوء قبل الطعام

کھانے سے پہلے وضو نہ کرنا

حدثنا احمد بن منيع . حدثنا اسماعيل بن ابراهيم عن ايوب عن ابن ابي مليكة عن ابن عباس ان رسول الله ﷺ خرج من الخلاء فقرب اليه طعام فقالوا الاناتيك بوضوء ؟ قال انما امرت بالوضوء اذا قمت الى الصلاة ، هذا حديث حسن وقد رواه عمرو بن دينار عن سعيد بن الحويرث عن ابن عباس وقال علي بن المديني قال يحيى بن سعيد ، كان سفيان الثوري يكره غسل اليدين قبل الطعام وكان يكره ان يوضع الرغيف تحت القصعة .

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیت الخلاء سے نکلے تو آپ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا تو بعض صحابہ نے عرض کیا کہ کیا ہم آپ کے لئے وضو کا پانی نہ لائیں تو آپ نے فرمایا بیشک مجھے وضو کا حکم اس وقت دیا گیا ہے جب میں نماز کیلئے اٹھتا ہوں۔ یہ حدیث حسن ہے اور اسکو عمرو بن دینار نے سعید بن الحویرث عن ابن عباس سے نقل کیا ہے۔ علی بن المدینی، یحییٰ بن سعید سے روایت کرتے ہیں کہ سفيان الثوري کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کو مکروہ سمجھتے تھے۔ اور آپ سالن کے بزن کو ردی کے اوپر رکھنے کو بھی مکروہ سمجھتے تھے۔

پہلے باب میں وضو کا ذکر تھا تو ایسا نہ ہو کہ لوگ کھانے سے پہلے بھی اور کھانے کے بعد بھی وضو کرنے لگیں۔ اور وضو کو ضروری سمجھیں تو اس باب میں اس امر کی وضاحت کرنا چاہی کہ کھانے سے پہلے وضو کرنا ضروری نہیں بلکہ اس باب میں وضو سے مراد وضو لغوی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اگر آپ فضیلت برکت کیلئے وضو اصطلاحی کریں۔ جسکی وجہ سے کھانے میں اور بھی برکت زیادہ ہو جائے گی۔ تو گویا کہ اس بات میں وضو اصطلاحی کی نفی کرنا مقصود ہے۔ یا اس سے یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ وضو کرنا ضروری نہیں بلکہ بیان جو اس کیلئے وضو کا حکم دیا ہے۔ کہ کھانے سے پہلے

وضو کرنا مستحب ہے جبکہ صرف ہاتھ دھونا بھی فرض یا واجب نہیں کہ بغیر ہاتھ دھوئے کھانا جائز ہو۔ مثلاً یہ کہ آپ ایسی جگہ میں ہوں کہ وہاں دور سے پانی لایا جاتا ہو اور پانی کی قلت ہو اور آپ کے ہاتھ پاک ہوں۔ مگر آپ مسلسل اس بات پر مصر ہوں کہ مجھے ضرور ہاتھ دھونا ہیں۔ تو یہ ٹھیک نہیں ہاں اگر پانی زیادہ ہو تو ٹھیک ہے۔ ایک مستحب امر کو پورا کریں اور اگر مشکلات ہوں اور ضرورت بھی نہ ہو تو گویا آپ نے لوگوں کو مصیبت میں ڈال دیا ہے کہ پانی منگولیا اور دھونے کیلئے برتن لایا گیا۔ یہاں اجازت دی کہ خیر ہے کبھی کبھی ہاتھ دھونا چھوڑ بھی دیں اس لئے کہ اسلام بڑے اعتدال کا مذہب ہے۔

رسول کریم ﷺ ہر چیز میں اعتدال پیدا فرماتے ہیں۔ حدیث ان رسول اللہ ﷺ

خرج من الخلاء فقرب اليه طعام - آپ بیت الخلاء سے فارغ ہو کر نکلے اور آپ کو کھانا پیش کیا گیا۔ فقالوا الا ناتيک بوضوء؟ تو بعض صحابہ کرام نے عرض کیا، کیا ہم آپ کے لئے وضو کا پانی نہ لائیں؟ یعنی کیا آپ کھانے سے پہلے وضو فرمائیگے؟ تو سائل کی مراد بوضوء سے اصطلاحی وضو تھا جیسا کہ ایک روایت میں ہے ظن منهم ان الوضوء واجب قبل الاكل کہ بعض لوگ کھانے سے پہلے وضو کو واجب گمان کرتے تھے۔

تو کیا کھانے سے پہلے وضو اصطلاحی کرنا ضروری نہیں۔ تو آپ نے جواب دیا کہ انما امرت بالوضوء، اذا قمت الى الصلوة کہ وضو اس وقت ضروری ہے جب میں نماز کیلئے اٹھوں تو گویا کہ آپ نے ہاتھ منہ دھونے کا انکار نہیں کیا اس لئے رسول کریم ﷺ استنجاء بالماء کیا کرتے تھے تو ضرور ہاتھ بھی دھوتے ہوئے۔ اذا خرج من الخلاء سے مراد یہ نہیں کہ آپ نے ہاتھ نہیں دھوئے تو صحابہ کرام نے آپ سے پوچھا کہ کیا آپ بغیر وضو کے کھانا کھاتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ وضوء تو نماز کے لئے ہوتا ہے مگر آپ کا کھانے سے پہلے وضو نہ کرنے سے نفس وضوء کی نفی نہیں ہوتی بلکہ اس وجوب کی نفی ہوتی ہے جو سائل نے سمجھی تھی اس لئے فقہانے لکھا ہے کہ کھانے سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے۔ یہاں صرف صلوٰۃ کے ساتھ وضو کی تخصیص فرمانا عام حالات کے بنا پر تھا ورنہ وضو واجب ہے ہر وقت اور ہر جگہ اور ہر حال میں اور طواف اور نماز

جنازہ کے لئے بھی ضروری ہے۔

اور اگر سائل کا وضو سے پہلے ہاتھ منہ دھونا مراد ہو تو آپ کا ایسا فرمانا بیان جواز کیلئے تھا کہ کبھی کبھی بغیر ہاتھ دھوئے بھی کھانا کھانا جائز ہے یعنی اگر ضرورت نہ ہو، ہاتھ صاف ہوں اور ان پر کسی قسم کی کوئی گندگی، میل کچیل کے آثار نہ ہوں تو تکلف کی ضرورت نہیں بغیر ہاتھ دھوئے بھی کھانا کھایا جاسکتا ہے۔ اور کھانا کھانے کیلئے ہاتھ دھونے میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔ امام مالکؒ، امام سفیان الثوریؒ رحمہم اللہ کراہت کے قائل ہیں۔ حافظ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ اس مسئلہ میں اہل علم حضرات کے دو اقوال ہیں۔ ایک انتخاب کا دوسرا عدم انتخاب کا۔ امام احمد بن حنبلؒ سے دونوں قسم کے اقوال مروی ہیں۔ مگر حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ الصحيح انہ لا یستحب صحیح یہ ہے کہ مستحب نہیں۔ قال علی ابن المدینی قال یحییٰ بن سعید قال سفیان الثوری یکرہ غسل الیدین قبل الطعام تو سفیان جیسی عظیم شخصیت اور امام کھانے سے پہلے ہاتھ منہ دھونے کو مکروہ سمجھتے تھے۔

اعتراض : تو کیسی عجیب بات ہے کہ اتنا بڑا امام اس کو وہ کیسے مکروہ سمجھتا ہے؟ جبکہ حدیث میں اس کا ذکر ہے۔

الجواب : تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو حدیث آپ تک نہیں پہنچتی ہے تو وہ اپنی طرف سے ایسے کام کا اضافہ نہیں فرماتے تھے کہ اسکی وجہ سے لوگ پریشانی یا تکلیف میں مبتلا ہو جائیں۔ تو یہ حدیث انکو نہیں پہنچی ہوگی۔ (۲) یا انکے نزدیک حدیث معلول بعلتہ ہوگی علت یہ ہے کہ کھانے سے پہلے تو ہاتھ گندے ہیں ان پر میل کچیل لگا ہوا ہے تو اسوقت دھونا ضروری ہے اور جب ہاتھ پاک ہیں تو پھر دھونے کا کیا فائدہ۔

راج قول لیکن صحیح بات یہ ہے کہ بعض لوگ آداب اور مستحبات میں بھی بہت تشدد سے کام لیتے ہیں حتیٰ کہ اس کام کو فرض کے درجے تک پہنچا دیتے ہیں۔ تو پھر ائمہ کرام جو حکماء امت بھی ہیں انکی اصلاح کرتے ہیں۔ (مثلاً جب تراویح کے فرض عین ہونے کا خطرہ ہو تو رسول کریم ﷺ نے تراویح پڑھانا چھوڑ دیا۔) تو اسوقت دھونا ضروری ہے ہاتھ کو صاف وغیرہ سے ضرور

دھوتے ہو گئے اور اسکو فرض عین سمجھا ہو گا تو اس وقت آپ نے فرمایا ہو گا کہ ایسا نہ کرو ایسا کرنا مکروہ ہے مطلب یہ ہے کہ اعتدال پیدا ہو جائے۔ ورنہ ہاتھ دھونے کو کوئی مکروہ کیسے کہہ سکتا ہے۔ دھونا تو امور فطرت میں سے ہے تو کسی بھی چیز کا دھونا مکروہ نہیں۔ تو بہر حال انہوں نے کسی خاص حالت اور تشدد کے پیش نظر مکروہ کہا ہو گا ورنہ اتنے بڑے امام سے کیسے ممکن ہے کہ وہ ہاتھ دھونے کو مکروہ کہیں۔ تو تشدد کو ختم کرنے کیلئے کہا ہو گا۔

وقال یکرہ ان یوضع الرغیف تحت القصعة : آداب سکھار ہے تھے کہ روٹی کو سالن والے برتن کے اوپر رکھنا چاہیے۔ نیچے رکھنا مکروہ ہے جیسا کہ عام عادت ہے کہ لوگ روٹی کو سالن کے برتن کے نیچے رکھ لیتے ہیں۔ اور آپ اسکو مکروہ سمجھتے تھے۔ اس لئے کہ برتن کا نچلے حصے کا پتہ نہیں چلتا اگر وہ برتن زمین پر پڑا ہو تو اس پر گندگی میل کچیل اور گرد و غبار وغیرہ لگ جاتا ہے۔ لہذا جب روٹی نیچے اور سالن کا برتن اوپر رکھا جائے گا تو پتہ نہیں چلے گا کہ روٹی پر کیا لگ گیا ہے۔ تو یہ چھوٹے چھوٹے آداب بھی شریعت ہم کو سکھاتے ہیں۔ ☆☆☆:::

بقیہ صفحہ ۵۳

ایک مورخ کی طرح انہوں نے چھ جلدوں میں ”تاریخ دعوت عزیمت“ مرتب کی ”مطالعہ قرآن کی مبادئی اصول“ اور ”حدیث کا بنیادی کردار“ جیسے مسائل پر ایک جید عالم کی طرح قلم اٹھایا، ”معرکہ ایمان و مادیات“ سے لیکر ”مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش“ جیسے عصری مسائل کو بھی موضوع بنایا۔ انکے پاس ایک سوانح نگار کا قلم تھا اور ایک مصلح کا بھی۔ علامہ اقبال سے متعارف کر لیا۔ مولانا کی یہ کتاب ”نقوش اقبال“ کے عنوان سے اردو میں بھی ترجمہ ہوئی۔ اقبال کیساتھ انکی یہ محبت آخری وقت تک باقی رہی۔ جی چاہتا ہے کہ انہیں اقبال ہی کے الفاظ میں آخری بار مخاطب کیا جائے۔

زندگانی تھی تری متاب سے تابندہ تر خوب تر تھا صبح کے تارے سے بھی تیرا سفر

مثل ایوان سحر مرقد فردزاں ہو ترا نور سے معمور یہ خاکی شبستان ہو ترا